22

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک الہام کا پورا ہونا اور اس کے متعلق جماعت احمدیہ کا فرض

(فرمودہ ۲۹ر جون ۱۹۲۳ء)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا۔

آج کا خطبہ جمعہ میں ایک ایسے امر کے متعلق بیان کرنا چاہتا ہوں جو اتفاقاً" آج میری آنکھوں کے سامنے آگیا۔ جمعہ کے وقت سے تھوڑی دیر پہلے میں جو غسل کرنے کے لئے کمرہ میں داخل ہوا تو دروازہ بند کرتے ہوئے "الفضل" کا ایک ٹکڑا میری آنکھوں کے سامنے آگیا اور وہ اس کا پہلا صفحہ تھا جو دروازہ کے اوپر چسپاں تھا۔ اس کے اوپر ایک عبارت تھی جو خود بخود میری آنکھوں کے سامنے آگئی اور وہ یہ تھی کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" (الہام مسیح موعودؑ)۔ یہ الہام ایک لمبے عرصہ تک "الفضل" پر لکھا جاتا رہا ہے۔ اور "الفضل" ہفتہ میں دو بار میرے سامنے آتا رہا ہے اور میں اس لحاظ سے کہ سلسلہ کا آرگن سمجھا جاتا ہے اور اس لحاظ سے کہ چونکہ اس کے مضامین ہماری طرف سے سمجھے جاتے ہیں اور ہماری طرف منسوب کئے جاتے ہیں۔ اس لئے یہ دیکھنے کے لئے کہ اگر کوئی غلطی ہو۔ یوں تو انسان سے غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ لیکن اگر کوئی ایسی غلطی ہو جس سے سلسلہ پر حرف آتا ہو۔ تو اس کی اصلاح کروادی جائے الفضل سارا پڑھتا ہوں اور ہمیشہ پڑھتا ہوں۔ لیکن وہ پھٹا ہوا ٹکڑا جس پر میری نظر پڑی اس نے میرے اندر عجیب کیفیت پیدا کردی۔ میں اس کو دیکھ کر اس کے پاس کھڑا ہو گیا اور اس فقرہ کو پھر پڑھا کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" کتنا چھوٹا سا فقرہ ہے۔ لیکن کیسی عظیم الشان بات اس میں بیان کی گئی ہے۔ ایک ایسا شخص جس کا نام اس کے ارد گرد کے دیہات کے لوگ بھی نہیں جانتے تھے اور جب جاننے لگے تو ایسی صورت میں کہ اس کے ساتھ چھونا بھی حرام سمجھتے تھے۔ گویا جب تک وہ انسان دنیا کے سامنے نہیں آیا، گمنام تھا۔ اور جب سامنے آیا تو بدنام تھا۔ لیکن وہ اس گمنامی کی حالت میں کہتا

ہے خدا نے مجھے کہا ہے "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"۔ یہ نہیں کہا کہ میں تیری تبلیغ کو پہنچاؤں گا۔ نہ یہ کہا کہ تیرے اہل ملک تک پہنچاؤں گا۔ اور نہ یہ کہا کہ تیرے ہم مذہب تجھے مان لیں گے بلکہ یہ کہا کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" یعنی کوئی علاقہ کوئی قوم اور کوئی مذہب مخصوص نہیں کیا جاتا۔ یہ نہیں کہا جاتا کہ مسلمان کہلانے والے تجھے مان لیں گے کیونکہ اگر یہ کہا جاتا تو کوئی کہہ سکتا تھا کہ چونکہ اس وقت مسلمان محتاج ہیں ایک لیڈر کے۔ ان میں تفرقہ اور فساد برپا ہے وہ غربت اور فقر کی حالت میں مبتلا ہیں ان پر ذلت اور مسکنت کی چادر چھائی ہوئی ہے۔ ایسے وقت میں وہ کسی ایسے انسان کی راہ دیکھ رہے ہیں جو آئے اور آکر ان کی دنیاوی حالت درست کرنے کے ساتھ ہی خدا کا قرب بھی حاصل کرائے۔ اس لئے ممکن ہے کہ اس کی قوم اسے مان لے۔ مگر یہ نہیں کہا گیا۔ اسی طرح یہ بھی نہیں کہا گیا کہ فلاں قوم تک تیری تبلیغ پہنچاؤں گا کیونکہ بہت سی قومیں ایسی ہیں جو ذلت اور ادبار میں گرفتار ہونے کی وجہ سے تیار ہیں کہ کوئی شخص ان کی حالت کو بہتر بنانے کا دعوے دار بن کر کھڑا ہو۔ اور وہ اس کے پیچھے لگیں۔ پھر یہ بھی نہیں کہا جاتا کہ تیرے ملک میں تیرے نام کو پھیلا دوں گا۔ کیونکہ بہت سے ملک اس بات کے لئے تیار ہیں کہ ان کو ترقی دینے کے نام سے کوئی کھڑا ہو اور وہ اس کے ساتھ مل جائیں۔ جیسے یہ ہندوستان ہی ہے۔ اس میں اگر کوئی کھڑا ہو کہ میں اسے آزاد کراؤں گا تو لوگ اس کے پیچھے چلنے کے لئے تیار ہیں۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں اور ان کے دل میں یہ بٹھا دیا گیا ہے کہ انگریز ان پر ظلم کرتے ہیں۔ انگریز ظلم کرتے ہیں یا نہیں۔ لیکن چونکہ ان کے خیال میں ایسا ہوتا ہے اور وہ سمجھتے ہیں اس لئے ہر اس انسان کے پیچھے بغیر سوچے سمجھے اور بغیر عقل و فکر سے کام لئے چلنے کے لئے تیار ہیں جو یہ کہے کہ میں عنقریب تم کو حکومت دلادوں گا۔ جیسے مسٹر گاندھی نے کہا۔ یہ قطعاً" عقل کے خلاف بات تھی کہ چند ماہ کے اندر اندر کوئی حکومت دلا سکتا۔ لیکن مسٹر گاندھی کہتا تھا کہ دسمبر تک ہندوستان کو انگریزوں سے آزاد کرالوں گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ میں جو کچھ کہوں وہ کرو۔ اس پر ہندو مسلمان غلاموں کی طرح اس کے پیچھے چل پڑے۔ مگر چند ماہ کے بعد کیا ہوا۔ یہ کہ وہ جو کہتا تھا میں ہندوستان کو آزاد کرادوں گا۔ اس کی اپنی آزادی بھی چھین لی گئی۔ وہ خود جیل میں چلا گیا اور بقول اس کے ہندوستان کے ۳۳ کروڑ باشندے غلام کے غلام ہی رہے۔ اس کی ایسی خلاف عقل بات لوگوں نے کیوں مان لی۔ اس لئے کہ ان کے قلوب تیار تھے کہ ایسی بات مان لیں اور انہوں نے سوچے سمجھے بغیر مان لی۔ پس اگر یہ کہا جاتا کہ تیرا ملک تیری تبلیغ کو مان لے گا۔ تو کہا جا سکتا کہ ان لوگوں میں پہلے ہی اس قسم کے سیاسی جذبات پیدا ہو چکے تھے کہ وہ منتظر تھے کہ کوئی آئے اور آکر انہیں آزاد کرانے کی آواز لگائے۔ چونکہ ایسے موقع پر مرزا صاحب کھڑے ہو گئے اس لئے ان کے

ملک کے لوگ ان کے پیچھے چل پڑے۔ اسی طرح اگر یہ کہا جاتا کہ میں تیری تبلیغ کو ادنیٰ اقوام میں پھیلاؤں گا تو لوگ کہتے چونکہ لوگوں میں تعلیم پھیلتی جاتی ہے اور لوگ جن کو حقیر سمجھتے تھے۔ ان کو اپنی ذلت کا احساس ہو گیا ہے۔ اس لئے ان کا اپنی ترقی کے لئے کسی کو راہ نما بنا لینا ضروری تھا اور انہوں نے بنا لیا۔ وہ پہلے سمجھتے تھے کہ ہمارا یہی حق ہے کہ ہم دوسروں کی خدمت کریں اور خدا نے ہمیں اسی لئے پیدا کیا ہے لیکن اب وہ زمانہ آگیا ہے کہ ان کی بھی آنکھیں کھل گئی ہیں اور ان کے پردے بھی دور ہو گئے ہیں اب انہوں نے دیکھ لیا ہے کہ غلامی اسی کے لئے ہے جو خود غلام بنا رہنا چاہتا ہے اور آزادی اس سے دور نہیں جو آزادی کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہے۔ ایسے وقت میں اگر کوئی کھڑا ہو جائے اور ان لوگوں کو کہے کہ میں تمہیں آزاد کرانے آیا ہوں تو ان کا اس کے ساتھ مل جانا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ تو ملک بھی ایسے پائے جاتے ہیں جن کے لوگوں پر ظلم ہو رہے ہیں یا وہ سمجھتے ہیں ظلم کیا جارہا ہے اور وہ آزادی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ پھر ایسی قومیں بھی ہیں جو گری ہوئی ہیں یا دوسرے لوگ انہیں گرا رہے ہیں۔ وہ منتظر ہیں کہ کوئی ان کے لئے آئے اور انہیں آزاد کرائے۔ پس اگر یہ ہوتا کہ فلاں ملک یا فلاں قوم مان لے گی تو کہتے اس نے دیکھا اس ملک یا قوم کی ایسی حالت ہے کہ وہ کسی راہ نما کی منتظر ہے۔ اس لئے کہہ دیا کہ ایسا ہو گا۔ مگر یہ نہیں کہا گیا کہ ہندوستان میں تیری تبلیغ کو پہنچاؤں گا۔ نہ یہ کہا گیا کہ ادنیٰ اقوام میں تیری تبلیغ کو پہنچاؤں گا۔ بلکہ یہ کہا گیا کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" یعنی تیری تبلیغ مسلمانوں میں جائے گی اور ان پر اثر کرتی ہوئی آگے نکل جائے گی۔ پھر عیسائیوں میں جائے گی اور ان پر اثر کرتی ہوئی آگے نکل جائے گی۔ پھر یہودیوں میں جائے گی اور ان پر اثر کرتی ہوئی آگے نکل جائے گی۔ پھر ہندوؤں میں جائے گی اور آگے نکل جائے گی۔ یہاں تک کہ زمین کا کوئی گوشہ اور کوئی کنارہ ایسا نہ ہو گا جہاں تبلیغ نہ پہنچے گی۔ پس یہ نہیں فرمایا کہ تیری تبلیغ ہندوستان میں پہنچے گی بلکہ یہ کہا کہ زمین کے کناروں تک پہنچے گی۔ ہندوستان' افغانستان' عرب' مصر' چین' جاپان' یورپ' امریکہ غرضیکہ کوئی جگہ نہ رہے گی جہاں نہ پہنچے گی۔ اب دنیا کے کنارے خواہ مذہبی لحاظ سے لے لو۔ یا زمین کے پھیلاؤ کے لحاظ سے لے لو۔ اس میں مختلف مذاہب کے لوگ بستے ہیں۔ ان میں سے ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ کسی ہادی کی ضرورت نہیں۔ ایسی قومیں بھی ہیں جو کہتی ہیں کسی بچانے والے کی ضرورت نہیں ہم خود دنیا کو بچانے والے ہیں۔ ایسے لوگوں کے متعلق یہ سوچنا اور خیال کرنا کہ ان کو اپنی بات منوالیں گے کسی انسان کی طاقت میں نہیں ہے۔ وہ مظلوم قومیں جو آزادی کے لئے ہاتھ پھیلا رہی ہوں وہ محکوم ملک جو آزادی کے لئے کوشش کر رہے ہوں وہ تو ہر ایک شخص کی بات مان سکتے ہیں جو ان کو آزادی دلانے اور ترقی کرانے کے لئے کھڑا ہو کیونکہ ان کی حالت اس بیمار کی سی ہوتی ہے جس کے معالج

علاج کرتے کرتے تھک جاتے ہیں اور وہ صحت یاب نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں وہ کہتے ہیں چلو ٹونے ٹوٹکے ہی کر دیکھو۔ اس وقت کوئی ایسی بڑھیا جو اتنا بھی نہ جانتی ہو کہ طب کا لفظ ط اور ب کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ جسے یہ بھی معلوم نہ ہو کہ دل کہاں ہوتا ہے اور جگر کہاں۔ وہ سل یا اور اسی قسم کی خطرناک بیماری (جس کا پتہ لگانا ڈاکٹروں کے لئے بھی بہت مشکل ہوتا ہے) کے متعلق کہتی ہے کہ یہ دوا دو تو وہی دے دیتے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں بیمار مرتو یوں بھی رہا ہے اگر یہ دوائی مفید نہ ہوئی تو اس سے زیادہ اور کیا ہو جائے گا چلو یہ بھی دے دو۔ شاید اسی سے اچھا ہو جائے۔ ورنہ موت سے بڑھ کر تو یہ دوائی کچھ نہ کرے گی اور موت پہلے ہی نظر آرہی ہے۔ اس طرح وہ قوم جو ذلت اور رسوائی کے گڑھے میں گری ہوئی ہو یا سمجھتی ہو کہ گری ہوئی ہے۔ اس کے پاس جب کوئی ایسا شخص جاتا ہے جو اسے اٹھانے کا دم بھرتا ہے تو خواہ وہ کیسی ہی نادانی کی بات کہے وہ قوم یہی کہتی ہے کہ مرتو ہم پہلے ہی رہے ہیں آؤ اس کی بات بھی مان لیں۔ اس طرح وہ ملک جو تباہی اور ہلاکت میں پڑا ہو وہ بھی سمجھتا ہے کہ تباہ تو ہم پہلے ہی ہو رہے ہیں آؤ جو کچھ کوئی کہتا ہے اس کی بات بھی مان کر دیکھ لیں۔ ایسی صورت میں لوگ یہ نہیں دیکھتے کہ جو کچھ کوئی کہتا ہے وہ عقل کی بات ہے یا نہیں۔ اور اس پر عمل کرنے سے فائدہ ممکن ہے یا نہیں۔ بلکہ اس بیمار کی طرح جسے اپنی زندگی کی کوئی امید نہیں رہتی جو کچھ کوئی کہتا ہے اپنی حریت کے لئے مان لیتے ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو کچھ کہا گیا وہ کسی انسانی عقل میں نہیں آسکتا تھا کہ وہ کس طرح کہا جا سکتا ہے کیونکہ مذہب کے لحاظ سے دنیا میں ایسے مذاہب ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم مذہب کی اصل حقیقت کو پا گئے جیسے یورپ کے نئے نئے مذاہب ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ ہم دنیا کو بچائیں گے اور ہمارے ذریعہ ہی مذہب کی اصل غرض پوری ہو سکتی ہے۔ اور اگر ممالک کے لحاظ سے دیکھا جائے تو ایسی قومیں بن رہی ہیں جو ترقی کی انتہائی حد کو پہنچی ہوئی ہیں جیسے امریکہ والے۔ وہ کہتے ہیں نہ صرف ہم ترقی کے انتہائی نقطہ پر پہنچ چکے ہیں بلکہ ہم دنیا کو بھی انتہائی درجہ پر لے جائیں گے حتّٰی کہ وہ کہتے ہیں آئندہ نئی قسم کا انسان امریکہ سے ہی پیدا ہوگا۔ اور اس کے لئے انہوں نے علاقہ بھی مقرر کر دیا ہے۔ جو کیلفورنیا ہے۔ کہتے ہیں اس علاقہ کے لوگوں کا دماغ بہت ہی اعلیٰ ہے اور ان کی نسلیں ان سے بڑھ کر ہوں گی اور ان کی نسلیں ان سے بڑھ کر حتیٰ کہ ایک نئی قسم کا انسان پیدا ہو جائے گا جو موجودہ انسانوں سے مختلف اور نہایت مکمل ہوگا۔ تو وہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے اتنا عروج حاصل کر لیا ہے کہ کوئی طاقت ہمیں ہلاک کر ہی نہیں سکتی۔ اور وہ یہ نہیں کہتے کہ ہمیں انسانی مصائب کے دور کرنے کا طریق معلوم نہیں بلکہ یہ کہتے ہیں کہ ہم ہی دنیا کے مصائب دور کریں گے۔ مگر دیکھو خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعود کو کہتا ہے کہ وہ بھی تجھے مانیں گے۔

یہ الہام کتنا چھوٹا سا فقرہ ہے اور کس وقت کہا گیا ہے۔ اس وقت جبکہ زمین کے کنارے تو الگ رہے اس ضلع کے لوگ بھی آپ کو نہیں جانتے تھے۔ پھر جب آپ نے دعویٰ کیا تو وہ دعویٰ کیا کہ ساری دنیا مخالف ہو گئی۔ عیسائی' ہندو' سکھ' یہودی' مسلمان' نئے تعلیم یافتہ یا پرانے علوم کے ماہر سب خلاف ہو گئے اور کوئی قوم ایسی نہیں کہ جس کے خلاف آپ کے دعویٰ میں کوئی بات نہیں پائی جاتی۔ غرضکہ کوئی مذہب کوئی قوم اور کسی خیال کے لوگ نہیں جن پر آپ کے دعویٰ سے زد نہیں پڑتی۔ یہی وجہ ہے کہ ساری دنیا مخالف ہو گئی۔ اس وقت کون کہہ سکتا تھا کہ یہ الہام پورا ہو گا۔ اس وقت تو اگر کوئی کچھ کہہ سکتا تھا تو یہ کہ اچھا ہوا۔ ادھر تو دعویٰ کیا اور ادھر سر منڈاتے اولے پڑنے شروع ہو گئے۔ اور یہ جھوٹ کی سزا ملی کہ ہر طرف سے مخالفت شروع ہو گئی ہے۔ چونکہ بڑا بول تھا۔ اس لئے جھٹ سزا مل گئی۔ مگر نتیجہ کیا ہوا؟ یہ کہ آپ کے خلاف آندھی پر آندھی آئی۔ اور اس زور شور کے ساتھ آئی کہ دیکھنے والوں نے آنکھیں بند کر لیں اور خیال کیا کہ سب کچھ اڑا کر لے جائے گی۔ لیکن جب انہوں نے آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ احمدیت کا پودا پہلے سے بھی زیادہ مضبوط اور سرسبز ہو گیا تھا۔ اگرچہ ابھی وہ زمانہ نہیں آیا کہ اس الہام کی پوری حقیقت ظاہر ہو اور یہ اپنی اصل شان میں پورا ہو۔ مگر یہ تو سب نے دیکھ لیا کہ ہر ملک میں احمدیت کے بیج بو دیئے گئے ہیں اور زمین کے کناروں تک احمدیت پہنچ چکی ہے۔

دیکھو ہندوستان سے یہ پودا چلا اور دیکھنے والوں نے دیکھا اور آنکھوں والوں نے پہچانا کہ امریکہ تک پہنچ گیا۔ دشمن یہ کہے تو کہے کہ میں احمدیت کو نہیں مانتا مگر اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" یہ بات پوری نہیں ہوئی۔ کیونکہ وہ صداقت اور نور جو قادیان سے نکلا مختلف ممالک میں پھیل گیا اور پھیل رہا ہے۔ یہ اتنا بڑا عظیم الشان نشان ہے کہ اس پر نظر کر کے جس قدر بھی لذت اور سرور آئے تھوڑا ہے۔ اس چھوٹے سے فقرے نے میرے سامنے آکر عجیب کیفیت پیدا کر دی اور میری آنکھوں کے سامنے وہ سارا نقشہ آگیا کہ کس حالت میں یہ کہا گیا اور پھر کس طرح پورا ہوا۔ مگر میں اپنی جماعت سے کہتا ہوں جو الہام خداتعالیٰ کی طرف سے نازل ہوتا ہے اس کا بوجھ بندوں پر بھی رکھا جاتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلیمہ کذاب اور اسود عنسی کے متعلق جو رؤیا دیکھی تھی، اس کو صحابہ نے ہی پورا کیا تھا۔ اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تھا کہ قیصرو کسریٰ کے خزانہ کی کنجیاں آپ کو دی گئی ہیں۔ کیا ان بادشاہوں نے خود ہی بھیج دی تھیں یا کوئی فرشتہ آیا تھا جس نے لا رکھی تھیں۔ ایسا نہیں ہوا۔ پھر کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں یونہی آگئیں۔ نہیں بلکہ ہزاروں مسلمانوں نے گھروں سے بے وطن ہو کو جب کئی میدانوں کو اپنے خون

سے رنگ دیا۔ تب ہاتھ آئیں۔ پس بے شک وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بات تھی اور اس نے ضرور پورا ہونا تھا۔ مگر اس کے پورا ہونے کا ذریعہ انسانوں کو ہی بنایا گیا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود کا جو یہ الہام ہے کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" یہ تبلیغ بھی انسانوں کے ذریعہ ہی زمین کے کناروں تک پہنچے گی۔ اور جب تک ہماری جماعت اسی ایثار اور قربانی کو کام میں نہ لائے گی جو صحابہ نے دکھائی اور اسی طرح اپنی جانوں اور مالوں کو خدا کی راہ میں نہ لگا دے گی اس وقت تک پوری شان کے ساتھ یہ پیشگوئی بھی پوری نہ ہوگی۔ کامل طور پر یہ پیشگوئی تبھی پوری ہوگی جب کامل قربانیاں کی جائیں گی۔

پس میں اپنی جماعت سے کہتا ہوں کہ چونکہ تم نے اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے آثار دیکھ لئے اور تمہیں یقین ہو گیا ہے کہ یہ ضرور پوری ہوگی۔ اس لئے تم یہ بھی سمجھ سکتے ہو کہ اس کے لئے کتنی قربانی کرنی چاہیئے۔ جب تک شبہ ہو کہ قربانی کا نتیجہ نکلے گا یا نہیں اس وقت تک اگر انسان قربانی کرنے سے ہچکچاتا ہے تو اور بات ہے مگر تم نے دیکھ لیا کہ تمہاری قربانی ضرور پھل لائے گی۔ ایسی صورت میں اگر تم سستی دکھاؤ۔ تو تم پر بہت بڑا الزام عائد ہوگا۔ پس چاہیئے کہ ہماری جماعت اس پیشگوئی کو مکمل طور پر پورا کرنے کے لئے پوری کوشش سے کام لے۔ خدا تعالیٰ نے کسی حد تک اس کو پورا کرکے بتا دیا ہے کہ ضرور پوری ہوگی۔ اس لئے اگر تم کوشش کرنے میں پیچھے رہے تو بہت بڑے الزام کے نیچے آؤ گے۔

پس ہماری جماعت کا ہر ایک چھوٹا' بڑا' مرد' عورت' امیر' غریب اس امر کے لئے کھڑا ہو جائے کہ اس پیشگوئی کو پورا کرے۔ تاہم اس کو پورا ہوتا اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں اور فخر کریں اور جائز طور پر فخر کریں کہ خدا تعالیٰ نے اس الہام کو ہمارے ہاتھ پر پورا کیا ہے۔

(الفضل ۶ر جولائی ۱۹۲۳ء)